بسم اللہ الرحمن الرحیم

بموقعہ عرس حضور شیخ المشائخ، حضرت علامہ ابو محمد سید شاہ چندا حسینی صوفی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ چشتیہ، حضرت قطب رائچور

آستانہ عالیہ شمسیہ اور مسلک اعلیٰ حضرت

از: قائد اہلسنت، پاسبانِ مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا سید محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ چشتیہ، حضرت قطب رائچور، وچیف ایڈیٹر ماہنامہ ''سنی آواز'' ناگپور

قطب رائچور حضرت سید شاہ احمد شمس عالم حسینی قدس سرہٗ المتوفی ۸۹۲ھ حضرت امام زید مظلوم شہید رضی اللہ عنہ کے واسطے سے شہید کربلا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں اور دکن کے صاحب فیض رساں مشہور و معروف اولیاء کرام سے ہیں۔ آپ کے آباء واجداد مدینہ طیبہ سے ملک عراق کے مقام سامرہ میں آباد ہوگئے تھے اور صدیوں سے وہیں سکونت پذیر ہوگئے۔ حضرت قطب رائچور قدس سرہٗ کے جدامجد حضرت سید شاہ علی المعروف جہاں شیر حسینی قدس سرہٗ اور اپنی اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا اور اپنے برادر اصغر رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ٹھٹہ (علاقۂ سندھ) میں فیروز شاہ بہمنی کے دورِ حکومت میں ۸۱۵ھ گلبرگہ شریف تشریف لائے۔

حضرت قطب رائچور قدس سرہٗ کے جدامجد مع اپنی اہلیہ کے شب تیرہ وتار طوفانِ بادوباراں میں روانہ ہوئے۔ درمیانِ سفر میں ایک خوفناک ندی دریائے بھیما کے کنارے پہنچے تو دیکھا کہ ندی کا پانی بہت تیز رفتار سے بہہ رہا ہے اور اس کے دونوں کنارے لبریز ہیں۔ آپ نے بسم اللہ کہہ کر اپنا قدم مبارک پانی میں رکھا اور اس بہتے پانی پر اپنی چادر بچھادی۔ وہ چادر ان دونوں حضرات کے لئے سواری کا کام دینے لگی۔

تھوڑی دیر کے بعد چادر کا ایک کونہ ہلنے لگا اور حضرت سید شاہ علی المعروف جہاں شیر حسینی قدس سرہٗ کی ہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کے شکم مبارک سے آواز آنے لگی کہ سید جلال الدین کی دنیا میں آمد کا وقت قریب آچکا ہے درد زہ کی وجہ سے بے چینی ہونے لگی بلا آخر اسی حالات میں ندی کے اس پار اتر جاتے ہیں۔

رات کا وقت اور طوفان بادِ باراں جنگل، یہ وہ مناظر تھے کہ دونوں حضرات کو پریشان کرنے کے لئے کافی تھے اس کے باوجود یہ حضرات بالکل بے خوف خداوند قدوس کی ذات پر پورا پورا بھروسہ کیے ہوئے وہیں قیام فرمایا۔

حضرت قطب رائچور کے والدِ ماجد کی جلوہ گری: ۔اب بہت جلد آفتاب ولایت کی جلوہ گری ہونے والی تھی۔ پیدا ہونے والے باکرامت بچّے نے شکم مادر ہی سے آواز دی کہ، اے مادر محترمہ! اب سید جلال الدین کی آمد بہت قریب ہے، لہٰذا آپ تھوڑا کپڑا انگل لیں چنانچہ والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا نے تھوڑا سا کپڑا اسکے میں لپیٹ کر نگل لیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد شکمِ مادر سے نومولود تہبند باندھے ہوئے پیدائش کے بعد کی تمام آلودگی سے پاک وصاف شکم مادر سے تشریف لائے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز رضی اللہ عنہ کا آسمان کی طرف دیکھنا: ۔ادھر آفتابِ ولایت کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ ادھر

گلبرگہ شریف میں صاحب ولایت دکن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ بہت دیر تک آسمانوں کی طرف دیکھتے رہے۔حاضرین کے استفسار پر فرمایا کہ: ''**مقام رے واڑی میں امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ** رضی اللہ عنہ **کی اولاد میں آج ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو آسمانِ ولایت کا چاند ہے جس کی خوشی آسمانوں میں منائی جارہی ہے**''۔اس طرح حضرت قطب رائچور قدس سرہٗ کے والد ماجد رضی اللہ عنہ دنیا میں تشریف لائے۔

غیب سے گھورے کا نمودار ہونا:۔آپ کے والدین اپنے اس نومولود کے لئے فکر مند تھے کہ ایام مسافرت میں اس نومولود کو لیکر کہاں جائیں فوراً آسمان سے ایک گھوارہ نمودار ہوتا ہے آپ کو لیکر وہاں سے پرواز کر گیا والدین بچےؔ کی تلاش میں زمین کی سیر کرتے ہوئے گلبرگہ شریف کے قریب مقام ''گوگی شریف'' اس جگہ کے قریب پہنچ گئے جہاں آپ کا روضۂ منورہ ہے۔

انگشت مبارک سے دودھ کا جاری ہونا:۔درخت کے گھنے سائے میں جہاں گھوارہ لٹکا ہوا تھا اسی گھوارے کے اطراف چڑیا چھائی رہتی۔جب دودھ پینا ہوتا تو اپنی انگشتِ شہادت چوسنے لگتے جس سے شیریں دودھ جاری ہوتا جس کو آپ نوش فرمالیا کرتے۔آپ کے والدین چندروز تلاش کرتے کرتے اس مقام پر پہنچے جہاں آپ کا گھوارہ لٹکا ہوا تھا۔

جب آپ شباب کے عالم میں پہنچے جس جگہ آپ کا روضۂ منورہ ہے وہیں غیر مسلموں کا ایک جوگی سنگم ناتھ نامی کا آسن تھا جو استدراج میں مشہور تھا۔ایک دن اس نے آپ کی بارگاہ میں گستاخی کی تو آپ نے کرامت سے اسے مجبور کردیا اور وہ عاجز ہوکر وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

خواجہ بندہ نواز رضی اللہ عنہ **کی بارگاہ میں حاضری:**۔جب آپ ۱۶رسولہ سال کی عمر شریف میں پہنچے تو حضرت خواجۂ دکن بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شرف ملاقات سے مشرف ہونے کے لئے تشریف لے گئے۔جب مجلس خواجہ رضی اللہ عنہ پہنچے تو حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ نے آپ کا شاندار استقبال فرمایا۔حاضرین کے دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا کہ: ''**آپ اپنے وقت کے کامل ولی اور زمانے کے قطب ہیں**''۔

حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو آسمانِ ولایت کا چندا کہہ کر مخاطب کیا اور چندا حسینی لقب سے ملقب فرمایا۔چنانچہ آپ چندا حسینی کے لقب سے ملقب ہوکر گوگی شریف واپس تشریف لائے۔آپ کا پیدائشی نام تو **سید جلال الدین حسینی** رضی اللہ عنہ ہے لیکن حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کا دیا ہوا لقب اتنا پسند تھا کہ اس سے معروف ہوگئے۔

آپ کو خداوند قدوس نے چار صاحبزادے عطا فرمائے وہ سب کے سب اپنے وقت کے کامل ولی گزرے ہیں۔فرزند اکبر **حضرت سید شاہ نور عالم حسینی قدس سرہٗ** ہیں۔خانوادہ اور خاندان کے تمام سادات آپ ہی کی اولاد سے ہیں اور آپ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے جانشین ہوئے۔ زندگی بھر آپ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کی صحبتِ بابرکت میں رہے۔بعد وصال آپ اپنے والد ماجد اور والدۂ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کے قریب مدفون ہوئے۔

قطب رائچور قدس سرہٗ:۔آپ کے دوسرے صاحبزادے قطب الاقطاب حضرت **سید شاہ احمد شمس عالم حسینی** قطب رائچور قدس سرہٗ ہیں۔آپ کا پیدائشی نام سید احمد حسینی ہے اور لقب سید شمس عالم حسینی۔آپ ۸۳۸ھ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔آپ مسلسل ۱۸ربرس تک اپنے والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی محبت بابرکت میں رہ کر مجاہدہ مکاشفہ کی منزل سے گزر کر قطبیت پر پہنچ گئے۔

دکن میں سلسلۂ اشرفیہ کی اشاعت:۔دکن میں سلسلۂ اشرفیہ کو فروغ آپ ہی کی ذات سے ہوا ہے۔قطب رائچور قدس سرہٗ کو بیعت وخلافت اپنے والد ماجد حضرت قطب الاقطاب ثانی شاہ ادہم حضرت سید شاہ چندا حسینی قطب گوگی شریف سے حاصل ہے۔آپ

خلیفہ ہے حضرت شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ خلیفہ ہیں حضرت سعد الدین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ خلیفہ ہیں تارک السلطنت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی رضی اللہ عنہ کے اس طرح سے دکن میں اشرفی فیض جاری کرنے والے پہلے بزرگ ہے۔ اشرفی سلسلہ آپ ہی کی ذات سے جاری ہوا۔ یہ خاندان اسی نسبت سے اشرفی ہے۔

صاحبِ ولایت کا رائچور تشریف لانا: ۔آپ کی عمر شریف ۱۸/ اٹھارہ سال کی ہو چکی تھی کہ ایک دن آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کے لئے پانی لانے کا حکم صادر فرمایا۔ آپ نے پانی حاضر کر دیا۔ اتفاقاً ایک کوّا وضو کے برتن سے پانی پی لیا آپ نے اس کوّے پر جلال کی نظر ڈالی اور کوّا آپ کی یہ پر جلال نظر کی تاب نہ لا کر اسی وقت مر کر زمین پر گر پڑا۔

اس واقعہ کے بعد آپ کے والد ماجد حضرت قطب گوگی شریف قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا۔ **یہ جلال!** اسی وقت آپ نے کوّے پر رحمت بھری نظر ڈالی وہ کوّا زندہ ہو کر وہاں سے اڑ گیا۔ والد ماجد نے ارشاد فرمایا کہ اب تم اپنی ولایت کے کامل درجے کو پہنچ چکے ہو، لہٰذا تم اپنے مقامِ ولایت کی تلاش میں نکل پڑو اور بندگان خدا کی ہدایت و رہنمائی کا فریضہ انجام دو۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ تم یہ دو تاڑ کے پھل اپنے ساتھ لے لو دن بھر سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ کے تحت روئے زمین کی سیر کرو، اور جب مغرب کی نماز کا وقت ہو تو ان دونوں تاڑ کے پھلوں کو زمین میں بو کر ان پر وضو کرو۔ اور وہیں مغرب عشاء پڑھ کر رات بھر وہی ذکر اللہ میں مصروف رہو، اگر ان پھلوں سے صبح پودے نکل آئیں تو وہی تمہارا مقامِ ولایت ہے۔ آپ اسی طرح روئے زمیں کی سیر کرتے رہے۔

دریائے کرشنا کا روک جانا: ۔قطب رائچور حضرت سید شاہ احمد شمس عالم حسینی قدس سرہٗ سیر کرتے ہوئے دریائے کرشنا کے کنارے پہنچے تو دیکھا کہ دریا لبالب طوفانی شکل میں بہہ رہا ہے تو آپ نے ایک پُر جلال نعرۂ تکبیر بلند فرمایا کہ جس سے پورا جنگل دہل اٹھا۔ اللہ اکبر کہہ کر آپ نے اپنا قدم مبارک دریا میں ڈال دیا۔ آپ کے قدم مبارک پانی میں پڑتے ہی پانی پھٹ گیا اور دریا سے راستہ نکل آیا۔ آپ اسی راستہ سے چل کر دوسرے کنارے پر پہنچے تو وہاں غیر مسلموں کا ایک جوگی اپنی تمام تر استدراجی قوت کے ساتھ آسن جمائے قیام کئے ہوئے تھا۔

جب اس جوگی نے آپ کو دیکھا بھڑک اُٹھا۔ آپ نے اپنی کرامت سے زبردست مقابلہ کے بعد زیر کر دیا۔ اور وہ وہاں سے شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ اسی جگہ ایک چبوترے کی شکل میں آپ کی قیام گاہ محفوظ ہے۔ پھر آپ ۸۵۶ھ میں رائچور میں اس جگہ کے قریب قیام فرمایا جہاں آپ کا مزارِ اقدس ہے۔

والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق مغرب کے وقت وہاں قیام فرمایا۔ اور تاڑ کے دونوں پھل زمیں میں بو کر ان پر مغرب وعشاء کا وضو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے قطب رائچور کی کرامت کہ صبح ان میں پودے نکل آئے۔ حضرت قطب رائچور نے جان لیا کہ یہی میرا مقام ولایت ہے۔ جہاں آپ نے قیام فرمایا وہ ایک پُر ہیبت خطرناک جانوروں سے پھرا جنگل تھا۔ اس جنگل سے ایک دو کا گزر مشکل ہی ہوتا تھا۔ آپ اس بھیانک جنگل میں نہایت اطمنان اور سکون کے ساتھ عبادت اور ریاضت کے ساتھ مصروف رہے۔

شہنشاہِ وقت کی بیوی کی گستاخی: ۔مقام رائچور اس وقت کفر و شرک سے بھری ہوئی آبادی تھی۔ الا ماشاء اللہ دور دور تک غیر مسلموں سے بھری ہوئی آبادی تھی۔ ایک روز اپنے وقت کی رانی شکار کے لئے اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ اس جنگل کی طرف نکلی ہوئی تھی، اس کا گزر اس جگہ سے ہوا جہاں آپ رونق افروز تھے۔ یہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئی کہ اتنے گھنے جنگل میں تنہا ایک آدمی یہاں بیٹھا ہوا عبادت میں

مصروف ہے۔آپ کے حسین وجمیل چہرۂ پُرتقدس پر اس کی نظر پڑی تو دیکھا کہ سامنے کے دو دندان مقدس قدرے لبِ انور سے نکلے ہوئے ہیں۔

رانی نے سوچا کہ اتنا حسین وجمیل چہرہ اور اس پر یہ دو دانت اتنا دل میں سوچنا ہی تھا کہ اس کے پورے دانت گر پڑے۔وہ بہت گھبرا گئی اور گرے ہوائے دانتوں کو جمع کر کے اپنے پاس رکھ لیا اور اس نے اپنا ارادۂ سفر ملتوی کر کے واپس اپنے محل جانے کا حکم صادر کر دیا۔

جب رانی اپنے محل واپس پہنچی تو اپنے شوہر سے پورا واقعہ بیان کر دیا۔اس کے شوہر نے کہا کہ وہ کوئی معمولی شخص معلوم نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ ایک زبردست مردِ کامل معلوم ہوتا ہے۔تو نے اس انسانِ کامل کی بارگاہ میں بہت بڑی گستاخی کی ہے اب وہی تیرا قصور معاف کریں گے۔

چنانچہ رانی اپنے شوہر کے ساتھ حاضر بارگاہِ ولایت ہوگی۔بیوی نے اپنے قصور کی معافی چاہی تو حضرت قطب رائچور نے ارشاد فرمایا کہ ان تمام دانتوں کو منھ میں رکھ لے۔رکھتے ہی ہر دانت اپنی اپنی جگہ جم گیا۔(مراۃ الحقیقت)

تبلیغِ اسلام:۔حضرت قطب رائچور قدس سرہٗ داعی اسلام کی حیثیت سے تشریف لائے تھے۔دندان کی کرامت کے بعد وہاں کا راجہ اور رانی کلمہ پڑھ کر دونوں مسلمان ہوجاتے ہیں۔اور حضور والا نے ان دونوں کو حلقۂ اسلام میں داخل کر لینے کے بعد ارادت و بیعت میں داخل کرلیا آپ کی کرامات کی شہرت ہر چہار جانب مشہور ہونے لگی اور لوگ جوق درجوق حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔چند سالوں کے بعد رائچور اور اس کے گردونواح کے کئی مقامات مسلمانوں سے آباد ہوگئے۔بکثرت لوگ مشرف بہ اسلام ہونے لگے۔چنانچہ رائچور اور اطراف کے علاقوں میں جو مسلم آبادی ہے ان میں سے اکثر کے آباءواجداد آپ ہی کے ہاتھوں پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔

وفاتِ اقدس:۔آپ نے اپنے لیے تجرد کی زندگی کو پسند فرمایا اس لیے آپ نے اپنے حقیقی بھتیجے حضرت سید شاہ علی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور روضہ منورہ کی سجادگی وتولیت کے ساتھ خانقاہ اور مسجد اور دیگر عمارات کا متولی مقرر فرما کر ۵۴ برس کی عمر شریف میں ۱۵،صفر ۸۹۲ھ میں انتقال فرمایا۔

رائچور کی سجادگی:۔یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت قطب رائچور ان بیاہ ہونے کی وجہ سے اپنے حقیقی بھتیجے حضرت سید شاہ علی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پہلا سجادہ مقرر فرمایا۔رائچور کے سجادوں کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ ہر سجادہ اپنے وقت کا کمال ولی رہا ہے یا کم از کم نہایت متقی پرہیزگار جید عالم دین ضرور رہا ہے۔

میرے والد ماجد حضرت شیخ المشائخ علامہ سید شاہ چندا حسینی رحمۃ اللہ علیہ تک ہر سجادہ صاحب تقوی اور جید عالم رہا ہے۔اب یہاں تمام سجادگان سے بحث مقصود نہیں ہے میں صرف حضرت قطب رائچور کے تیرھویں سجادے اور پندرھویں سجادے یعنی میرے جدامجد اور والد ماجد کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور درمیان میں میرے تایا کی یعنی چودھویں سجادے کی سجادگی کا مختصر دور ہے اس کو میں ذکر نہیں کروں گا۔

قوالی کی ممانعت:۔حضرت قطب رائچور قدس سرہ نے اپنی حیات طیبہ ہی میں تا قیامت آستانہ میں قوالی کی ممانعت فرمادی تھی چنانچہ ہر سجادہ اس پر نہایت سختی سے عمل پیرا ہے،آج بھی حدودِ درآستانہ عالیہ شمسیہ میں قوالی نہیں ہوتی۔

میرے جدِ امجد تیرھویں سجّادے اور مسلک اعلیٰ حضرت:۔میرے حقیقی جدامجد حضرت قطب رائچور کے تیرھویں سجادے ہیں،جو حضرت قطب رائچور کے ہم نام بھی ہے وہ نہایت پاک باز،متقی،زاہد و عالم باعمل اور مظلوم انسان گزرے ہیں۔اس

زمانہ میں نظام حکومت کی شاہی درس گاہ شمس الامرا حیدرآباد کے فارغ التحصیل تھے۔ زندگی بھر فرائض وواجبات کا ترک کرنا تو در کنار مستحبات پر نہایت سختی سے عمل کرتے تھے۔ آپ رات بھر عبادت میں مصروف رہنے والے کامل بزرگ تھے۔

تحریک وہابیت کے خلاف آپ کا کردار:۔ میرے جد امجد حضرت علامہ سید شاہ شمس عالم حسینی علیہ الرحمہ نے تحریک وہابیت کے خلاف نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ جب مولوی اسماعیل دہلوی کی جانب سے اٹھائی ہوئی وہابی تحریک انگریز حکومت کے سہارے ملک ہند میں پھیلائی گئی وہ تحریک شمال سے نکل کر دکن میں اس نے اپنا اچھا خاصا اثر جمالیا۔ ہر شہر، ہر آبادی بلکہ ہر گھر میں وہابیت کے اثرات سے جھگڑے ہونے لگے۔ آپ نے اپنی تحریروں اور تقریروں سے عوام اہلسنت کو اس فتنے میں شامل ہو کر بھکنے سے بچالیا اور تحریک وہابیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ دکن میں آپکا نام تحریک وہابیت کے خلاف کام کرنیوانوں میں سرفہرست ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تحریک وہابیت کے خلاف کام کرنیوالے عظیم انسان کا نام محو ہو گیا۔

آستانۂ عالیہ شمسیہ کی مسلک اعلیٰ حضرت سے ایک صدی پیشتر سے وابستگی:۔ میرے جد امجد حضرت علامہ سید شاہ شمس عالم حسینی رحمہ اللہ علیہ تیرہویں سجادہ حضرت قطب رائچور قدس سرہٗ کی اسلام وسنیت پر ثبات قدمی کا اندازہ لگائیے آپ نے سنہ ۱۳۳۳ھ میں اپنی اولاد کے لیے چند وصیتیں تحریر فرمائی ہیں ان میں چند وصایا تحریر کر رہا ہوں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ الکریم۔ اما بعد!

یہ چند وصیتیں میں جو فقیر خاک پائے سرکار مخدوم اشرف رضی اللہ عنہ اپنے دونوں فرزندوں سید احمد حسینی (میرے تایا) اور سید چند حسینی (میرے والد ماجد) اطال اللہ تعالیٰ عمر ہما کے لیے قلم بند کرواتا ہے کہ برخورداران مذکورین پر انکی پابندی کرنا بحکم شریعت مطہرہ واجب ہے ورنہ گنہگار ہونے کے علاوہ اپنے دین و مذہب اور عزت وآبرو پر باعث عار بن کر عاق والدہ کے الزام میں گرفتار ہو جائیں گے۔

وصیت اول یہ ہے کہ ہمارا دین ماتریدی حنفی ہے اپنے اس مذہب پر تصلب کے ساتھ قائم رہیں کہ سنت و جماعت کی مخالفت بدعت وضلالت وگمراہی ہے کیونکہ سنیوں کے اعتقاد میں سوائے ہمارے بقیہ فرقے گمراہ اور بدین ہیں اور تمہیں اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔ دیکھو علامہ شامی کی مستند کتاب ردالمحتار جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے اور سنیوں کیساتھ دوسرے فرقوں کو بھی اہل حق ٹھہرائے وہ بھی سنیوں کے دین سے خارج گمراہ اور ناری ہے اگر چہ وہ اپنے نفس کو بھی سمجھے۔ اہل بدعت سے خلط ملط رکھنا اور انہیں اہل حق ٹھہرانا مباحیوں کا مذہب ہے۔ مباحیوں کی طرح مقلد وہابی یعنی اسحاقی ٹولہ بھی اسلام وسنیت کے دعوے کے ساتھ ارتدادی اور کفری دینیوں کی تصدیق کرتے رہتا ہے۔ مولانا فضل رسول بدایوں بوارق کے صفحہ ۲۵ میں فرماتے ہیں باوجود موافقت باہلِ اسلام

اعتراف حقیقت دین یہود و نصاری وعبد اصنام نیز نماید حاشا وکلا مسلمان باشد نہ سنی اند اسماعیلی لدین جہت موافقت باہل سنت قطعا محروم وحضرت عقیدہ حقیقت اسماعیلیہ بایشان لازم وملزوم وگلاب بامئے ناب حکم شراب دارد ایں فرقہ ہم درشمار داخل اسماعیلیہ است ۱۲۔ سنیت کے دعوے کے ساتھ ایسا کہنے والوں کو مباحی اور وہابی مرتد سمجھو۔

وصیت ششم یہ ہے کہ ہمارے علاقوں میں آہستہ آہستہ مقلد وہابیت یعنی دیو بندیت شائع ہوتی جارہی ہے جو معتزلہ کا دین ہے ان کی حنفیت کے دھوکے میں آ کر انہیں سنی نہ سمجھو اور ان سے علیحدہ اور بیزار رہو۔ حضرت قطب گوگی شریف (والد ماجد حضرت قطب رائچور) فرماتے ہیں کہ فرقہ معتزلہ سے جو فرد عاً حنفیت اور سنیت کا دعوی کرتا ہے پرہیز کرنا اور احناف سے جو ماتریدی ہیں متعلق رہنا ضروری ہے۔

موجودہ دور میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کی طرف جو اس صدی کے مجدد ہیں رجوع لانا اسلام وسنیت کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ دیو بندی وہابی اور مباحی دونوں فرقے اسلام وسنیت کے دعوے کے ساتھ تحریراً وتقریراً ہزار ہا مکاریوں کے سے وہابی اور مباحی ارتداد اور دناءت کی اشاعت کرتے ہوئے کفر ودناءت پھیلا کر اہل سنت کو مرتد اور دنی بنانے میں مشغول ہیں اور مولانا احمد رضا خانصاحب مجدد مائۃ حاضرہ کی طرف سے سنیت حقہ کی اشاعت اور وہابی اور مباحی کید کا پردہ چاک ہوتا رہتا ہے۔

میری اولاد کے لیے لازم ہے کہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کو اپنا مذہبی پیشوا اور اس صدی کا مجدد جانے اور آپ کی کتب پر عمل اور یقین ضروری ہے۔ موجودہ دور میں صحیح عقائد اسلام کا علم مولانا احمد رضا خان صاحب کی کتب کے بغیر ممکن نہیں۔

میرے جد امجد نے زندگی بھر مسلک اعلیٰحضرت کی حمایت میں کام کیا اور سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے انتقال کے دو سال قبل ۱۳۳۸ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے میرے تایا نے سجادگی کے فرائض انجام دی اور انہیں اولا د نرینہ نہیں تھی آپ نے بھی ۱۳۵۲ھ میں انتقال کیا۔

رائچور میں تاریخی دور کا آغاز:۔ میرے تایا حضرت سید شاہ احمد حسینی مرحوم کو اولا د نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے میرے والدِ ماجد شیخ المشائخ علامہ مولانا سید شاہ چند حسینی صوفی اشرافی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خاندانی ودینی وصایا کی بنیاد پر ۱۳۵۳ھ میں آستانۂ مبارکہ کے پندرہویں سجادہ نشین مقرر ہوئے چونکہ آپ دکن میں مشہور ومعروف علوم منقولات ومعقولات میں عالم دین تھے اور گھر کے ماحول میں ہر وقت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں قدس سرہ کا تذکرہ اور ان کی کتب سے گھر کا کتب خانہ آراستہ اور اپنے والد علیہ الرحمہ کے مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل پیرا رہنے کی وصیت نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے والہانہ محبت پیدا ہونا لازمی تھی جہاں آپ کو دینی کتب کے مطالع کا شوق

تھا وہی اعلیٰ حضرت کی کتب کو دل وجان سے سینے سے لگا کے رکھنا ان کا خاص مشغلہ تھا۔

بچپن ہی سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے عقیدت ومحبت دل میں بیٹھ چکی تھی۔ مسند سجادگی پر فائز ہونے کے ساتھ ہی مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کا کام اتنی تیزی سے شروع کر دیا کہ ہر چہار جانب علمبر دار مسلک اعلیٰ حضرت کی حیثیت سے مشہور ہو گئے۔ اور گمراہ و باطل پرستوں کے دل دہل اٹھے بالخصوص اس علاقے کے مشائخ و پیر کہلانے والے صرف مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کی بنیاد پر دشمنی اور حسد کرنے لگے۔ اسی وجہ سے ہر طرف آپ پر ظلم وستم کی انتہا کر دی۔ والد گرامی نے اس کی پروا کیے بغیر اپنے کام کو جاری رکھا۔

آپ کا تصلب فی الدین مشہور ہو چکا تھا علماء کرام کا کہنا تھا کہ حضرت صاحب سجادہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہر کتاب کو اپنے سینے کے اندر محفوظ کر لیا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ فقہ وعقائد وکلام وتصوف کی کتب کے ساتھ ساتھ مجدد اسلام سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کتب کو مع صفحہ وسطر کو صرف نقش ہی نہیں کر لیا تھا بلکہ ہر کتاب پر برجستہ حاشیہ آپ کے خداداد علم اور تصلب کو ظاہر کرتا ہے۔ آج آپ کا کتب خانہ علم وفقہ واصول وتفسیر، عقائد وکلام وتصوف وغیر میں یعنی فارسی وعربی زبانوں میں دکن کا سب سے بڑا ذاتی کتب خانہ کی حیثیت سے مسلم ہے۔ بڑے بڑے علماء کرام جزئیات کو ٹٹول کر کتابوں کی چھان بین کر کے دیکھ کر نکال لیا کرتے تھے۔ والد ماجد رحمہ اللہ علیہ زبانی بتا دیا کرتے تھے آپ کے بتانے پر جب علماء تلاش کرتے، برابر وہ مسئلہ وہیں ملتا۔

آپ تقسیم ملک اور تحریک جناح کے سخت مخالف تھے۔ آپ کو سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قدر عشق تھا کہ بعض بعض عبارات اور اشعار پر گھنٹوں روتے رہتے اور آپ پر گھنٹوں وجد کا عالم طاری رہتا۔ والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں وہابیوں اور دیوبندیوں، قادیانیوں بالخصوص نیچریوں صلح کلیوں کے گمراہ عقائد کے خلاف کام کیا۔ وہیں پر آپ نے گمراہ مشائخ وسادات کے گمراہ عقائد کے خلاف بھی متنبہ کیا اور انہیں صحیح اسلامی عقائد سے روشناس کروایا۔ ان گمراہوں وبدمذہبوں بالخصوص گمراہ سادات ومشائخ کہلانے والوں کی جانب سے جو ظلم وستم ڈھائے گئے اور غلط پروپیگنڈے کیے گئے، ان کی بہت بڑی دردناک کہانی ہے۔

آپ کی اپنی اولاد کے لئے وصیت:۔ والدِ گرامی علیہ الرحمہ نے اپنی اولاد کے لیے یہ وصیت فرمائی۔

''میری اولاد ہمیشہ اخلاق حسنہ پر عمل پیرا رہے اور فساق وفجار، کفار ومشرکین ومرتدین اور بدمذہبوں سے نفرت رکھے اور ان کی صحبت سے بچے۔

میرے بعد آستانہ عالیہ شمسیہ کا سجادہ نشین وہی ہوگا جو عالم دین ہو اور مجدد اسلام اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کو اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کرے آپ کی تمام تصنیفات کو حق جانے بالخصوص حسام الحرمین، خالص الاعتقاد، الدولۃ المکیہ، الکوکبۃ اشہابیہ، المعتمد المستند کو حق اور صحیح تسلیم کرے۔

اسکے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ اکثر خانقاہوں میں رفض یا تفضیلیت عام ہو چکی ہے۔ اس لیے اعلیٰ حضرت کی کتاب ردالرفضہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحفہ اثناعشریہ کو حق جانے اور انکے ساتھ میری کتب مرأۃ مباحیت، اشرف الاخلاق، شمس

العقائد، الاخلاق المرضیہ پر اس کا عمل ضروری ہوگا۔

اگر خدانخواستہ عالم نہ ہو کم از کم فارسی اور اردو کا اچھی طرح سے جاننے والا ہو، اور بہار شریعت کے پہلے چھ حصے اچھی سے یاد ہوں اور ان پر عمل ہو، ان کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی کتاب تمہید الایمان حفظ ہو۔

اور اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ سے محبت ضروری ہوگی ورنہ اسکی بیعت باطل ہوگی اور اس کو عاق سمجھا جائے گا"۔

میرے جد امجد اور والد گرامی رحمۃ اللہ علیہما کے مذکورہ وصایا سے انکی مسلک اعلیٰ حضرت سے والہانہ محبت کا پتہ چلتا ہے۔ تقریباً ایک صدی سے ہمارا خاندان مسلک اعلی حضرت سے وابستہ ہے۔ میرے والد گرامی نے تقریبا پچپن برس تک مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کی۔ زندگی بھر مذہبِ اہل سنت و مسلک اعلیٰ حضرت اور عظمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کا پرچم لہرایا۔ آپکی فہمی و عبقری و علمی شخصیت کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ آپ نے ۱۸ سال کی عمر سے تصنیف و تالیف دحواشی کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ نے اپنی عمر کے آخر لمحات تک تصنیف و تالیف کا کام کیا۔ ایکسو پچیس / ۱۲۵ سے زائد کتب و رسائل تصنیف فرما کر رہتی دنیا تک رشد و ہدایت کے انمول تحفے چھوڑ کر ۲۸ جمادی الآخری ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۸۲ء بروز جمعہ، دس بجے صبح اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

شائع کردہ: مریدین و معتقدین بارگاہِ قطب رائچور